

(سورة زخرف، آیت 3)

﴿إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّغَلَمَ تَعْقِلُونَ﴾

”بے شک ہم نے اسے عربی قرآن بنایا، تاکہ تم سمجھو۔“

- جو دنیا کی فصحیج ترین زبان ہے، دوسرے، اس کے اولین مخاطب بھی عرب تھے، انہی کی زبان میں قرآن اتارا تاکہ وہ سمجھنا چاہیں تو آسانی سے سمجھ سکیں۔

(سورة زخرف، آیت 15)

﴿وَجَعَلُوا اللَّهُ مِنْ عِبَادَةِ جُزًّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّمِينٌ﴾

”اور انہوں نے اس کے لیے اس کے بعض بندوں کو جزا ادا کیا، بے شک انسان یقیناً صرتھ ناشکرا ہے۔“

- ظلم دیکھو کہ عباد (غلاموں) کو اولاد قرار دے رہے ہیں، جب کہ اولاد غلام ہو ہی نہیں سکتی، کیونکہ وہ تو باپ کا جزو ہوتی ہے۔ جب کوئی اللہ کا جزو ثابت ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کا اس کا محتاج ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

(سورة زخرف، آیت 31)

﴿وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرِيبَيْنَ عَظِيمٌ﴾

” اور انہوں نے کہا یہ قرآن ان دوستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟“

دوبستیوں سے مراد مکہ اور طائف ہیں، کیونکہ ان کی مرکزی بستیاں یہ دو ہی تھیں۔ ”عظیم“ سے مراد دنیاوی مال و دولت اور جاہ و مرتبہ کے لحاظ سے عظیم ہے۔ مفسرین مکہ کے ان عظیم آدمیوں میں سے ولید بن مغیرہ یا عتبہ بن ربیعہ کا اور طائف کے عظاماء میں سے عروہ بن مسعود، حبیب بن عمر و یا کنانہ بن عبدیا لیل یا اس قبل کے دوسرے لوگوں کا ذکر کرتے ہیں۔ کفار کے خیال میں مال کی کثرت اور قوم کے سردار ہونے کی وجہ سے یہ لوگ نبوت کے حق دار تھے۔

(سورة زخرف، آیت 36)

﴿وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقَيِّضُ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ﴾

” اور جو شخص رحمن کی نصیحت سے اندر ہا بن جائے ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں، پھر وہ اس کے ساتھ رہنے والا ہوتا ہے۔“

جو شخص خود پر کنٹرول کر کے دنیا کے فتنوں سے بچ اور اللہ کے ذکر پر دوام کرے تو شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کی مدد کرتا ہے۔

جو کوئی اس رحمت سے رو گردانی کرتے ہوئے رحمن کے ذکر کو ٹھکرایا، وہ، خائب و خاسر ہوتا ہے، اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے سعادت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ایک سرکش شیطان مسلط کر دیتا ہے جو اس کے ساتھ رہتا ہے، وہ اس کے ساتھ جھوٹے وعدے کرتا ہے، اسے امیدیں دلاتا ہے اور اسے گناہوں پر ابھارتا ہے۔

(سورة زخرف، آیت 67)

﴿الْأَخْلَاءِ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَلَوْا إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾

”سب دلی دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقی لوگ۔“

بشر کیں نے دنیا میں ایک دوسرے کی دوستی ہی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں ایکا کیا ہوا تھا اور باہمی گٹھ جوڑ ہی کی وجہ سے شرک پر جمع ہوئے تھے۔ یہی دوستی قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے گی اور ہر شخص دوسرے کو اپنی بر بادی کا باعث قرار دے گا اور کہے گا: ﴿يُوْلَئِتِي لَيْتَنِي لَمْ أَتَخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا﴾ [الفرقان: ۲۸] ”ہائے میری بر بادی! کاش کہ میں فلاں کو دلی دوست نہ بناتا۔“

(سورة زخرف، آیت 69-70)

﴿الَّذِينَ آمَنُوا إِلَيْنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْ شَاءُوا وَأَزْوَاجُهُمْ تَحْبِذُونَ﴾

”وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ فرماس بردار تھے۔ جنت میں داخل ہو جاؤ تم اور تمھاری بیویاں، تم خوش کے جاؤ گے۔“

بشر کی恩 نے دنیا میں ایک دوسرے کی دوستی ہی کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں ایکا کیا ہوا تھا اور باہمی گٹھ جوڑ ہی کی وجہ سے شرک پر جمع ہوئے تھے۔ یہی دوستی قیامت کے دن دشمنی میں بدل جائے گی اور ہر شخص دوسرے کو اپنی بر بادی کا باعث قرار دے گا اور کہے گا: ﴿يُوْلَئِتِي لَيْتَنِي لَمْ أَتَخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا﴾ [الفرقان: ۲۸] ”ہائے میری بر بادی! کاش کہ میں فلاں کو دلی دوست نہ بناتا۔“

(سورة الدخان، آیت 3-4)

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَّةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِّرِينَ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أُمَّةٍ حَكِيمٌ﴾

”بے شک ہم نے اسے ایک بہت برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈرانے والے تھے۔ اسی میں ہر حکم کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔“

مبارک رات سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ وہ ایسی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ آئندہ سال سے متعلق افراد و اقوام کی قسمتوں کے تمام فیصلے فرشتوں کے حوالے کر دیتے ہیں، مثلاً زندگی، موت، بیماری، رزق، عروج و زوال اور ہدایت و گمراہی وغیرہ، پھر وہ ان پر عمل درآمد کرتے رہتے ہیں۔

(سورة الدخان، آیت 10-11)

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ إِلَيْكُمْ حَانِ مُّبِينٌ يَعْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابُ الْيَمِّ﴾

”سو انتظار کر جس دن آسمان ظاہر دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ دردناک عذاب ہے۔“

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نہایت جزم کے ساتھ اسے اس قحط کے نتیجے میں پھینے والا دھواں قرار دیتے ہیں جو ہجرت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدعا سے کہ میں واقع ہو۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

اس کی وجہ یہ تھی کہ قریش نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سخت سرکشی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قحط سالیوں کی بدعا کی، جیسے یوسف علیہ السلام کے قحط کے سال تھے۔ تو انھیں قحط اور بھوک نے آیا، حتیٰ کہ وہ بڑیاں کھا گئے۔ آدمی آسمان کی طرف دیکھنے لگتا تو بھوک کی وجہ سے اسے اپنے اور آسمان کے درمیان دھواں سانظر آتا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:
﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ إِلَيْكُمْ حَانِ مُّبِينٌ (۱۰) يَعْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابُ الْيَمِّ﴾

(سورة الدخان، آیت 40-42)

﴿إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتٌ لِّكُلِّ أُجْمَعِينَ يَوْمَ لَا يُغُيِّرُ مَوْلَىٰ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ﴾

الرَّحِيمُ

”یقیناً فیصلے کا دن ان سب کا مقرر وقت ہے۔ جس دن کوئی دوست کی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ مگر

جس پر اللہ نے رحم کیا، بے شک وہی سب پر غالب، نہایت رحم والا ہے۔“

کفار مطالبہ کیا کرتے تھے کہ ”ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر تم سچے ہو۔“ یہ ان کے مطالبے کا جواب ہے کہ موت کے بعد زندگی کوئی کھیل نہیں کہ جب کوئی اس کا مطالبہ کرے اسے کوئی مردہ زندہ کر کے دکھا دیا جائے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقرر فرمایا ہے جس میں وہ سب کو جمع کر کے ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔

(سورة الدخان، آیت 51-56)

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ﴾، ﴿فِي جَنَّاتٍ وَعَيْوَنٍ﴾، ﴿يُلْبِسُونَ مِنْ سُندُسٍ وَأَسْتَبْرَقٍ مُتَقَالِيلٍ﴾، ﴿كَذَلِكَ وَزَوَّجُنَاهُمْ بِحُورٍ عَيْنٍ﴾، ﴿لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا مَوْتَهُ الْأَوَّلَيْ وَوَقَاهُمْ عَذَابَ

الْجَيْحَانُ

”متقی لوگ امن کی جگہ میں ہوں گے (51) باغوں اور چشمتوں میں (52) باریک ریشم اور موٹے ریشم کے لباس پہنے، آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے (53) اسی طرح ہو گا اور گورے رنگ کی بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ان سے بیاہ دینے گے۔ (54) وہاں وہ اطمینان سے ہر طرح کی لذیذ چیزیں طلب کریں گے (55) وہاں موت کا مزہ وہ کبھی نہ چکھیں گے، بس دنیا میں جو موت آچکی سو آچکی اور اللہ اپنے فضل سے۔ ان کو جہنم کے عذاب سے بچا دے گا یہی بڑی کامیابی ہے۔“

(سورة الجاثية، آیت 3)

﴿إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾

”بلاشبہ آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لیے یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں۔“

(سورة الجاثية، آیت 6)

﴿تَلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَشْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِيقَةِ فَبِأَيِّ حَدِيبٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ﴾

”یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم آپ کو ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سنارہ ہیں۔ پھر اللہ اور اس کی آیات کے بعد آخر وہ کون سی بات ہے

جس پر یہ لوگ ایمان لا سکیں گے۔“

(سورة الجاثية، آیت 15)

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ مُسْتَحْسَنٌ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهِ أُثْمَرٌ كُمْ تُرْجَعُونَ﴾

”جس نے کوئی اچھا عمل کیا وہ اسی کے لئے ہے اور اگر برآ کرے گا تو وہی اس کا خمیازہ بھگتے گا پھر تم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

اگر کفار و مشرکین اپنی مکنذیب پر جنم رہے تو تم پر پر وہ رسوا کن سخت عذاب نازل نہیں ہو گا جو ان پر نازل ہو گا۔



(سورة الجاثية، آیت 21)

﴿أَمْ حِسْبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ تَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءٌ هُنَّا هُمْ وَهُمَا ثُمَّ مَسَاءُهُمْ

بِحَكْمُونَ﴾

”جو لوگ بد اعمالیاں کر رہے ہیں کیا وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کر دیں گے کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہو گا یہ کیسا برافیصلہ کر رہے ہیں۔“

کیا کثرت سے گناہوں کا رنکاب کرنے والے گناہ گارلوگوں اور اپنے رب کے حقوق میں کوتاہی کرنے والے سمجھتے ہیں ”کہ ہم ان کو ان جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔“ یعنی انہوں نے اپنے رب کے حقوق قائم کئے، اسے ناراض کرنے سے اجتناب کیا اور ہمیشہ اس کی رضا کو اپنی خواہشات نفس پر ترجیح دیتے ہیں، یعنی کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ﴿سَوَاءٌ﴾ وہ دنیا و آخرت میں مساوی ہوں گے؟

(سورة الجاثية، آیت 24)

﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حِيَا تُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يُظْهُونَ﴾

”اور انہوں نے کہا ہماری اس دنیا کی زندگی کے سوا کوئی (زندگی) نہیں، ہم (میں) جیتے اور مرتے ہیں اور ہمیں زمانے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا، حالانکہ انھیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں، وہ محض گمان کر رہے ہیں۔“

مشرک اپنی ہلاکت اور فنا کا باعث زمانے کو قرار دے رہے ہیں، حالانکہ بے چارہ زمانہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کا پابند ہے، اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانے کو بر اجھلا کہنے سے منع فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَالَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يُؤْذِنُ لِبْنَ آدَمَ يَسْبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ، يُبَيِّنِي الْأَمْرُ، أُفْلِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)) [بخاری، التفسیر، سورۃ الجاثیۃ: ۲۸۲۶] ”اللہ عز وجل نے فرمایا، ابن آدم مجھے ایذا دیتا ہے، وہ زمانے کو بر اجھلا کہتا ہے، حالانکہ زمانہ تو میں ہوں، تمام معاملہ میرے ہاتھ میں ہے، دن رات کو الٹ پلٹ میں کرتا ہوں۔“

(سورة الجاثية، آیت 28)

﴿وَرَبِّنَى كُلَّ أُمَّةٍ جَائِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَى إِلَىٰ رَبِّنَاهَا الْيَوْمَ نُجْزِئُنَّ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

”اور توہرامت کو گھٹنوں کے بل گری ہوئی دیکھے گا، ہرامت اپنے اعمال نامہ کی طرف بلائی جائے گی، آج تحسیں اس کا بدلہ دیا جائے کا جو تم کیا کرتے ہیں۔“

(سورة الجاثية، آیت 34)

﴿وَقَيْلَ الْيَوْمَ نَنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَاءَ يَوْمَكُمْ هُنَّا وَمَا وَأَكُمْ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّاصِيرٍ﴾

”اور کہہ دیا جائے گا کہ آج ہم تحسیں بھلا دیں گے جیسے تم نے اپنے اس دن کے منے کو بھلا دیا اور تمہارا ملک کانا آگ ہے اور تمہارے کوئی مدد کرنے والے نہیں۔“